سورۃ الکوثر کا پیغام

امت مسلمہ کے نام

تالیف

حضرت مولانا شاہ محمد کمال الرحمن صاحب دامت برکاتہم

خطیب مسجد عالمگیری شانتی نگر، نزد آئی ٹی آئی، ملے پلی، حیدر آباد۔ ۲۸

صاحبزادہ و جانشین

سلطان العارفین حضرت شاہ صوفی غلام محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بہ اہتمام

محترم جناب محمد حسن علی صاحب زیدت الطافہ

الحسنات کالونی، ٹولی چوکی،

حیدر آباد-500008، اے پی، انڈیا

سورۃ الکوثر کا پیغام

امت مسلمہ کے نام

تالیف

حضرت مولانا شاہ محمد کمال الرحمن صاحب دامت برکاتہم

خطیب مسجد عالمگیری شانتی نگر، نزد آئی ٹی آئی، ملے پلی، حیدر آباد۔ ۲۸

صاحبزادہ وجانشین

سلطان العارفین حضرت شاہ صوفی غلام محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بہ اہتمام

محترم جناب محمد حسن علی صاحب زیدت الطافہ

الحسنات کالونی، ٹولی چوکی،

حیدر آباد-500008، اے پی، انڈیا

تفصیلات کتاب

نام کتاب	سورۃ الکوثر کا پیغام - امت مسلمہ کے نام
مؤلف	حضرت مولانا شاہ محمد کمال الرحمن صاحب دامت برکاتہم
صفحات	۳۲
تعداد اشاعت	ایک ہزار
سنہ اشاعت	۲۰۰۵ء م ۱۴۲۶ھ
کتابت وسرورق	شکیل کمپوزنگ سنٹر روبروفائر اسٹیشن، سیلر، متصل مسجد رضیہ، جدید ملک پیٹ، حیدر آباد-۳۶ فون: 9391110835, 24513095
طباعت	عائش آفسیٹ پرنٹرس روبروفائر اسٹیشن، سیلر، متصل مسجد رضیہ، جدید ملک پیٹ، حیدر آباد-۳۶ فون: 9391110835, 24513095
قیمت	-/10 روپے

بہ اہتمام

محترم جناب محمد حسن علی صاحب زیدت الطافہ

فہرست مضامین

عناوین	صفحہ
❖ چند امور تالیف سے متعلق	۴
❖ خطبہ	۵
❖ سورۃ الکوثر	۵
❖ شان نزول	۶
❖ کوثر کیا ہے	۷
❖ نہروں کا مبدأ	۸
❖ خالق اور مخلوق۔	۱۰
دو ذاتوں کا عرفان	
❖ آبِ کوثر سے محروم کون	۱۰
❖ کوثر کی جامعیت	۱۱
❖ فصل لربک	۱۱
❖ اقامت صلوۃ	۱۲
❖ روح نماز	۱۲
❖ تین عناصر	۱۲
❖ نماز کی مثال/نماز کی اہمیت	۱۳
❖ روایت ابن عمر	۱۳

عناوین	صفحہ
❖ فاصلہ	۱۴
❖ مسالک فقہاء	۱۴
❖ نماز آسمانوں میں	۱۵
❖ چند ذوقی باتیں	۱۵
❖ ایک شبہ اور اس کا ازالہ	۱۷
❖ نمازی ایماندار	۱۷
❖ نمازی روزہ دار	۱۸
❖ نمازی قربانی دینے والا	۱۸
❖ نمازی حاجی	۱۸
❖ جامعیت نماز	۱۸
❖ حقیقت نماز	۲۰
❖ وانحر	۲۲
❖ حق اور باطل کا ٹکراؤ کیوں؟	۲۲
❖ خدا اور اس کے رسولؐ کے دشمنوں کا بھیانک انجام	۲۷

حرف اول

چند امور متعلق بہ تالیف

(۱) مستند تفاسیر، معتبر کتابوں، سند یافتہ اساتذہ سے استفادہ کرتے ہوئے۔

(۲) پر خلوص نیت سے تلاوت قرآن کا نتیجہ، انطباق میں عملی صورت کو ظاہر کرنے والی ضروری باتیں۔

(۳) لفظی بحثوں اور آراء و اقوال کے اختلافات سے گریز کرتے ہوئے افادیت عامہ کی خاطر نفس مضمون اور تقاضوں کی صراحت پیش نظر۔

(۴) مسجد معراج کرما گوڑہ سعید آباد، شام نگر کالونی، فتح منزل فرسٹ لانسر، مدینہ مسجد مستقر تانڈور اور کئی مساجد محبوب نگر اور مسجد عالمگیری شانتی نگر میں دیئے گئے خطبات کی تلخیص بصورت تالیف پیش خدمت ہے۔

(۵) اللہ سے دعا ہے کہ اس سورت کی پہلی آیت کے ذریعہ اسی کے دیئے گئے انعامات و احسانات پر غور کرنے کی توفیق بخشے۔ دوسری آیت کے مقتضیات پر عمل کا بھرپور حوصلہ عطاء فرمائے نیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے لائے ہوئے دین کی بے ادبی اور گستاخیوں سے ہمیں ہر طرح محفوظ رکھے۔

شاہ محمد کمال الرحمٰن

خطیب مسجد عالمگیری شانتی نگر، حیدرآباد

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَایُرْجٰی لِکَشْفِ الشَّدَائِد اِلَّاھُو. وَلَایُدْعٰی لِدَفْعِ الْمَکَائِدِ اِلَّاھُو. وَمَا طَلَبُ الْعَاشِقِیْنَ فِی الْکَوْنَیْنِ اِلَّاھُو. وَمَامُرَادُ الْوَاصِلِیْنَ فِی الدَّارَیْنِ اِلَّاھُو. اَلْمَخْلُوْق کُلُّھُمْ ضُعَفَاءُ لَاقَوِیٌّ اِلَّاھُو. وَالنَّاسُ کُلُّھُمْ فُقَرَاءُ لَاغَنِیٌّ اِلَّاھُو. غَافِرِ الذَّنْبِ قَابِلِ التَّوْبِ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ذِی الطَّوْلِ لَا اِلٰـہَ اِلَّا ھُو. ھَلْ مِنْ خَالِقٍ غَیْرِاللّٰہِ یَرْزُقُکُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَا اِلٰـہَ اِلَّا ھُو. وَمَنْ یَّمْلِکُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ لَا اِلٰـہَ اِلَّاھُو. وَمَنْ یَعْلَمُ الْجَھْرَ وَالْاَسْرَارَ لَا اِلٰـہَ اِلَّا ھُو. مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ کَلِیْمُ اللّٰہِ عَلَی الطُّوْرِ حِیْنَ نَاجَاہُ قَالَ لَااِلٰـہَ اِلَّا ھُو. یُوْسُفَ عَلَیْہِ السَّلَامَ فِیْ قَعْرِ الْبِئْرِ حِیْنَ نَاجَاہُ قَالَ لَااِلٰـہَ اِلَّا ھُو. یُوْنُس عَلَیْہِ السَّلَامَ فِیْ بَطْنِ الْحُوْتِ حِیْنَ نَاجَاہُ قَالَ لَااِلٰـہَ اِلَّا ھُو. وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَـہٗ ھُوَالْحَیُّ لَااِلٰہَ اِلَّا ھُو. وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدِنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُـہٗ لَاشَفِیْعَ اَوَّلَا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اِلَّاھُو. صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ.

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ.

اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرِ. فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ. اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَالْاَبْتَرُ.

صدق اللّٰہ العظیم

ترجمہ:- بیشک ہم نے آپ کو کوثر عطاء فرمائی ہے۔ آپ اپنے پروردگار کی خوشنودی کے لئے نماز قائم کیجئے اور قربانی دیجئے۔ بالیقین آپ کا دشمن ہی بے نام ونشان ہے۔

شانِ نزول:-

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے دلائل النّبوۃ میں حضرت محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جس شخص کی نرینہ اولاد مر جاتی عرب اسے ابتر کہتے۔ جس وقت حضور اکرم ﷺ کے صاحبزادے حضرت قاسم یا حضرت ابراہیم کا بچپن میں انتقال ہو گیا تو کفار مکہ آپ کو ابتر کہہ کر طعنہ دینے لگے کہ آپ ﷺ کے بعد آپ کا کوئی نام لینے والا بھی نہیں رہے گا۔ اس موقع پر یہ سورت نازل ہوئی۔

جس میں آپ ﷺ کے لئے تشفی اور تسلّی بھی ہے اور دشمنوں کے طعنوں کا جواب بھی کہ یہ لوگ حقائق سے بے خبر ہیں آپ کی نسل بھی انشاء اللہ دنیا میں تا قیامت باقی رہے گی اگرچہ دختری اولاد سے ہو اور نسل معنوی اور اولاد روحانی یعنی آپ پر ایمان لانے والے مسلمان جو درحقیقت نبی کی اولاد معنوی ہوتے ہیں وہ تو اس کثرت سے ہوں گے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی اُمّتوں سے بھی بڑھ جائیں گے۔ پیغمبرؑ چونکہ پوری اُمّت کے روحانی باپ ہوتے ہیں اور پوری امت ان کی اولاد روحانی ہوتی ہے اور آپ کی اُمّت پچھلے تمام انبیاء کی اُمّتوں سے تعداد میں زیادہ ہوگی اور آپ کو رنجیدہ ہونے کی ضرورت نہیں، ملول خاطر ہونے کی ضرورت نہیں۔ یہ میری مشیت و حکمت ہے کہ آپ ﷺ کی نرینہ اولاد کا بچپن میں وصال ہو گیا۔ مگر نسل روحانی اور نسل معنوی کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ آپ ﷺ کی اولاد روحانی اور آپ ﷺ کے متبعین سے دنیا بھر جائے اور آپ ﷺ کا تذکرہ منبروں پر بلندہ ہوگا۔ قیامت تک پیدا ہونے والے عالم اور واعظ، اللہ کے ذکر کے ساتھ ساتھ آپ کا ذکر کریں گے۔ بے نام ونشان اور ہر بھلائی سے محروم تو آپ کے دشمن ہیں، وہ دم بریدہ ہیں وہ دم کٹے ہیں وہ مقطوع النسل ہیں وہ حقیر و ذلیل ہیں وہ خود ہی بے نام ونشان ہو جانیوالے ہیں۔

کوثر کیا ہے؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

بینـا رسول الله صلی الله علیه وسلم بین اظهر فی المسجد اذا غفی اغفاء ة ثم رفع راسه متبسما . قلنا ماا ضحکک یا رسول الله قـال لـقد انزلت علی اٰنفا سورة فقرا بسم الله الرحمن الرحیم انـا اعـطینک الکوثر فصل لربک وانحر ان شانئک هو الابتر. ثـم قـال اتـدرون مـا الـکـوثر قلنا الله ورسوله اعلم . قال فانه نهر وعـدنیه ربی عزوجل . علیه خیر کثیر وهو حوض ترد علیه امتی یوم القیامه . اٰنیته عدد نجوم فی السماء فیختلع العبد منهم فاقول رب انه من امتی فیقول انک لا تدری مااحدث بعدک .

یعنی ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان تھے اچانک آپؐ پر نیند یا بیہوشی کی سی کیفیت طاری ہوئی پھر ہنستے ہوئے آپ ﷺ نے سر مُبارک اٹھایا۔ ہم نے پوچھا یا رسول اللہؐ! آپ کے ہنسنے کا کیا سبب ہے؟ تو فرمایا کہ مجھ پر اس وقت ایک سورت نازل ہوئی ہے پھر آپ ﷺ نے بسم اللہ کے ساتھ سورۃ کوثر پڑھی پھر فرمایا تم کیا جانتے ہو کوثر کیا ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسولؐ جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ ایک نہر جنت ہے جس کا میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے جس میں خیر کثیر ہے اور وہ حوض جس پر میری اُمّت قیامت کے روز پانی پینے کے لئے آئے گی اس کے پانی پینے کے برتن آسمانوں کے ستاروں کی تعداد میں ہوں گے۔ اس وقت بعض لوگوں کو فرشتے حوض سے ہٹا دیں گے تو میں کہوں گا کہ میرے پروردگار یہ تو میری اُمّت میں ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ آپ نہیں جانتے کہ اس نے آپ کے بعد کیا نیا دین اختیار کیا۔ نیز

تفسیر ابن کثیر میں حوض کوثر کی صفت میں اس طرح بھی بیان کیا گیا ہے کہ:

اس میں دو پرنالے آسمان سے گریں گے، جو نہر کوثر کے پانی سے حوض کو بھر دیں گے اس کے برتن آسمان کے ستاروں کی تعداد میں ہوں گے۔

تو کوثر سے مراد محشر کا حوض کوثر ہے جنت کی نہر کوثر بھی ہے اور جامع لفظوں کے ساتھ اس کی تفسیر خیر کثیر بھی ہے۔ اصل نہر کوثر جنت میں ہے اور حوض کوثر میدان حشر میں ہوگا جس سے قیامت میں اُمّت محمدیہ ﷺ سیراب ہوگی۔ بعض احادیث میں بعض لوگوں کو حوض کوثر سے ہٹا دینے کا ذکر ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو بعد میں اسلام سے پھر گئے یا پہلے ہی سے مسلمان نہیں تھے مگر منافقانہ اظہار اسلام کرتے تھے۔

نہروں کا مبدأ

بخاری کی ایک روایت ہے۔ واقعہ معراج کے ضمن میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ پھر مجھ کو سدرۃ المنتہیٰ کی طرف بلند کیا گیا۔ سو اس کے بیر اتنے بڑے بڑے تھے جیسے مقام ہجر کے مٹکے اور اس کے پتے ایسے تھے جیسے ہاتھی کے کان۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ "سدرۃ المنتہیٰ" ہے اور وہاں چار نہریں ہیں دو اندر کو جا رہی ہیں اور دو باہر کو آرہی ہیں۔ میں نے پوچھا اے جبرئیل! یہ کیا ہے انھوں نے کہا یہ جو اندر کو جاتی ہے یہ جنت میں دو نہریں ہیں اور باہر کو جو آرہی ہیں یہ نیل و فرات ہیں پھر میرے پاس ایک برتن شراب کا، دوسرا دودھ کا، تیسرا شہد کا لایا گیا میں نے دودھ کو اختیار کیا۔ جبرئیل نے کہا یہ فطرت یعنی دین ہے جس پر آپ اور آپ کی اُمّت قائم رہے گی۔

اور مسلم میں یہ ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ کی جڑ سے یہ چار نہریں نکلتی ہیں۔

اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو دیکھنے کے بعد مجھ کو ساتویں آسمان کے بالائی حصہ پر لے گئے یہاں تک کہ آپ ایک نہر پر پہنچے جس پر یاقوت اور موتی اور زبرجد کے پیالے رکھے تھے اور اس پر سبز لطیف پرندے بھی تھے۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ ''کوثر'' ہے جو آپؐ کے رب نے آپ کو دی ہے اس کے اندر سونے اور چاندی کے برتن پڑے ہیں اور وہ نہر یاقوت اور زمرد کے سنگریزوں پر چلتی ہے اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے میں نے ایک برتن لے کر اس میں کچھ پیا تو وہ شہد سے زیادہ شیریں اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا۔

اور بیہقیؒ کی حدیث میں حضرت ابوسعیدؓ کی روایت سے ہے کہ وہاں ایک چشمہ تھا جس کا نام ''سلسبیل'' تھا اور اس سے دو نہریں نکلتی تھیں ایک نہر ''کوثر'' اور دوسری نہر ''رحمت''۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے ''سدرۃ'' کے پاس ایک نہر دیکھی جس کے کنارے پر یاقوت، موتی، زبرجد کے خیمے تھے اور وہاں خوش آواز پرندے چہچہا رہے تھے۔ تاروں کی طرح کٹورے رکھے ہوئے تھے۔ اس نہر کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا تھا اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا۔ میں نے دریافت کیا یہ کیا ہے؟ تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا حضور یہ ''کوثر'' ہے۔

سدرۃ المنتہیٰ بیر کا درخت کا چھٹے آسمان میں ہے اور زمین میں جو اعمال صعود کرتے ہیں وہ اس تک پہنچتے ہیں اور وہاں سے اوپر اٹھا لئے جاتے ہیں اور جو احکام اوپر سے آتے ہیں وہ اول اسی پر نزول کرتے ہیں اور وہاں سے نیچے عالم دنیا میں لائے جاتے ہیں۔ (نشر الطیب)

غرض اس آیت میں جہاں کوثر کی ان تفصیلات کا علم ہوا، وہیں اس حقیقت سے بھی واقف ہونا چاہئے کہ اِنَّا اَعۡطَیۡنٰکَ میں دو ذاتوں کا پتہ چلتا ہے اس علم سے عرفان حق اور خدا کی پہچان آسان ہوتی ہے اس میں ایک ذات وہ ہے جو عطا کرنے والی ہے وہ اللہ کی ذات ہے اور ایک وہ ذات ہے جو اللہ سے لینے والی ہے ایک گویا معطی کی ذات ہے اور دوسری ذات معطیٰ لہ کی ہے۔ گویا ایک ذات اللہ ہے دوسری ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ ایک ذات معبود کی ہے دوسری ذات عابد کی ہے ایک ذات کامل ہے دوسری ذات جامع اوصاف عبدیت ہے ایک ذات اصلی صفات کمال رکھتی ہیں اور دوسری ذات حق سے امانتوں کو لے کر امین کہلاتی ہے۔ ان دونوں ذاتوں کے عرفان سے خدا کی پہچان آسان ہوتی ہے۔ اللہ اپنے کرم سے اللہ اور غیر اللہ کے اس امتیاز ذاتی کو خوب سمجھنے کی توفیق دے۔

قیامت میں آبِ کوثر سے محروم کون؟

عن سهل بن سعدؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انی فرطكم على الحوض. من مر عليه شرب. ومن شرب لم يظما ابدا. ليردن علی اقوام اعرفهم ويعرفوننی ثم يحال بينی وبينهم فاقول انهم منی فيقال انک لاتدری ماحدثوا بعدک. فاقول سحقا سحقا لمن غير بعدی. (متفق علیہ)

یعنی حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں حوضِ کوثر پر تم سے پہلے موجود رہوں گا جو شخص میرے پاس آئے گا وہ اس کا پانی پیئے گا اور جو ایک بار پی لے گا پھر اسے کبھی پیاس نہیں ہوگی کچھ لوگ میرے ہاں آئیں گے جن کو میں پہچانتا ہوں گا اور وہ

مجھے پہچانتے ہوں گے مگر میرے اور ان کے درمیان رکاوٹ ڈالدی جائے گی میں کہوں گا یہ تو میرے آدمی ہیں جواب ملے گا آپ نہیں جانتے انھوں نے آپ کے بعد کیا کیا۔ بدعتیں ایجاد کیں۔ یہ سن کر میں کہوں گا پھٹکار، پھٹکار ان لوگوں پر جنھوں نے میرے بعد میرا طریقہ بدل ڈالا یعنی وہ قیامت کے دن حوضِ کوثر سے محروم رہیں گے۔

کوثر کی جامعیت

الغرض آنحضور سرور کونین تاجدار دوعالم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے فضائل کثیرہ دیئے، حسن ظاہر بھی دیا، حسن باطن بھی۔ حوض کوثر بھی دیا، نہر کوثر بھی۔ شفاعت بھی دی، مقام محمود بھی۔ کثرت اُمّت بھی دی، اعداء دین پر غلبہ بھی۔ کثرت فتوح بھی دیا اور بے شمار نعمتیں بھی۔ علم بھی دیا اور کتاب بھی۔ نسب بھی دیا اور شرافت بھی۔ فضائل بھی دیئے اور عصمت بھی۔ نبوت بھی دی اور حکمت بھی۔ الغرض تمام مخلوق میں فضیلت دی۔

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَيَا سَيِّدِ الْبَشَر
مِنْ وَّجْهِكَ الْمُنِيْرِ لَقَدْ نَوَّرَ الْقَمَر
لَا يُمْكِنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقَّهٗ
بعد از خدا بزرگ توی قصہ مختصر

صَلِّ لِرَبِّكَ !

صلوٰۃ کا لفظ لغت میں دعا، نماز، تسبیح، رحمت وغیرہ مختلف معانی کیلئے آتا ہے۔ آگ میں تپنے کے مفہوم کو بھی لے کر بتلایا گیا ہے کہ نماز دراصل عشق الٰہی کی آگ میں تپنے اور محبوب حقیقی کے وصل کیلئے بے تاب ہونا ہے۔ ایک تحقیق یہ

بھی ہے کہ کسی چیز کی طرف ہمہ تن متوجہ ہو جانا بھی صلوۃ کے مفہوم میں داخل ہے۔

اصطلاحاً نماز وہ عبادت خاص ہے جو ارکان و شرائط مخصوصہ کے ساتھ بپابندی اوقات حکم الٰہی کے تحت بموافق طریقہ نبویہ بجالائی جائے۔

اقامت صلوۃ

نماز کے سلسلہ میں تقریباً تمام ہی مقامات پر جہاں نماز پڑھنے کے احکام مختلف صیغوں اور لفظوں میں دیئے گئے ہیں اس میں اقامت کا لفظ مستعمل ہے۔ قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں اقامت نماز کا جو حکم دیا گیا ہے اس کے ضمن میں شراح حدیث اور مفسرین نے اقامت کا مطلب یہ بتلایا ہے کہ ارکان نماز قیام، قرأت، رکوع، سجود، قعدہ وغیرہ اچھی طرح ادا کئے جائیں۔ ان کی ادائیگی میں اطمینان ہو، معنی کا دھیان ہو۔ حضور مع اللہ کا احساس ہو، خشوع وخضوع سے نماز ادا کرے۔

روح نماز

حضرت شاہ ولی اللہ دھلویؒ نے اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں روح صلوۃ کے ضمن میں جوات بتلائی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ محبت وعظمت، حضور وسکینت کے ساتھ اس کے جلال و جبروت کا تصور اور گہرا دھیان نماز کی روح ہے۔

تین عناصر

شاہ ولی اللہ دھلویؒ نے نماز کے عناصر مہمہ کی وضاحت بڑی تفصیل سے کی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ نماز کے تین اہم عناصر ہیں۔ ایک یہ کہ دل میں خدا کی عظمت بے پایاں سے خشوع وخضوع پیدا ہو جائے۔ دوسرے یہ کہ اپنی نہایت عاجزی اور خدا کی نہایت عظمت کا بزبان قال وحال اعتراف کرے۔

تیسرے یہ کہ اعضاء جوارح بھی اس کی ہیبت وجلال سے متاثر ہو کر اس کی بندگی کے لئے استعمال ہونے لگیں۔

نماز کی مثال

اگر درخت کی مثال سے نماز کی حیثیت کو سمجھا جائے تو یوں کہہ سکتے ہیں کہ ایمان جڑ کی طرح ہے اور نماز تنہ کی طرح ہے اور شاخیں پھول، پھل یہ ایمان وصلوۃ کے نتائج وثمرات ہیں۔

نماز کی اہمیت

قرآن وحدیث میں بیسیوں نہیں سینکڑوں مقامات پر نماز کے احکام ملتے ہیں فتح الباری کی ایک عبارت ہے جس میں فرمایا گیا ہے "**کان النبی اول مایشرط بعد التوحید اقامت الصلوۃ**" یعنی حضور اکرم ﷺ توحید کے بعد سب سے پہلی چیز جس کو شرط لازم قرار دیتے تھے وہ نماز ہے۔

مشرک نہ بنو

سورۂ روم کی آیت کے ایک حصے سے بھی اہمیت نماز کا اندازہ ہوتا ہے۔ ارشاد باری ہے **اَقِیمُوا الصَّلٰوۃَ وَلَا تَکُونُوا مِنَ الْمُشْرِکِینَ** ۔یعنی نماز قائم کرو اور مشرکین میں سے نہ ہو جاؤ گویا اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ترک صلوۃ آدمی کو شرک سے قریب کر دیتا ہے۔

روایت ابن عمر رضی اللہ عنہ

در منثور میں حافظ سیوطیؒ سے نقل ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے ایک حدیث سنائی جس کا ایک حصہ یہ ہے **لا دین لمن لا صلوۃ له** ۔یعنی نماز کے بغیر دین نہیں۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو پڑھئے جو روایت عبادہؓ

میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا لا تترکو الصلوۃ متعمدین فمن ترک الصلوۃ متعمد افقد خرج من الملۃ ۔یعنی جان بوجھ کر نماز نہ چھوڑو کیونکہ جو شخص قصداً اور عمداً نماز چھوڑے وہ ملّت سے نکل جاتا ہے۔

فاصلہ

خود مسلم شریف اور مشکوۃ شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدسؐ نے ارشاد فرمایا بین العبد وبین الکفر ترک الصلوۃ ۔ یعنی بندے اور کفر کے درمیان نماز چھوڑ دینے ہی کا فاصلہ ہے۔ خدا کی عبادت اور بندگی اور خاص کر نماز سے لگاؤ انبیاء کرام علیہم السلام کا خصوصی عمل رہا ہے جب ان کی اُمّتوں نے اس سے لاپرواہی برتی تو انھیں اضاعت الصلوۃ کا وبال بھی بھگتنا پڑا۔

مسالک فقہاء

وقت کی پابندی، جماعت کے ساتھ ادائیگی میں مسالک فقہاء اس کی فرضیت واہمیت پر واضح نشاندہی کرتے ہیں۔

امام ابوحنیفہؒ اور صاحبین یعنی امام محمدؒ اور ابو یوسفؒ کے نزدیک جماعت سنت موکدہ ہے اور امام شافعیؒ کے نزدیک جماعت سے نماز پڑھنا فرض کفایہ ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جماعت سے نماز پڑھنا فرض ہے۔ ابن ہمامؒ اور دیگر احنافؒ نے اسے ثابت بالسنہ اور واجب بتلایا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ بیماروں، اندھوں، لنگڑوں، لولوں اور بے حد کمزوروں اور مفلوجوں کے لئے جماعت ساقط ہوجاتی ہے، نیز تیز جاڑے اور اندھیرے، اور جان و مال کے خوف اور شدید احتیاجات کے وقت سقوط جماعت کی توضیحات اور احکام

ملتے ہیں مگران مسالک فقہاء پرغور کرنے سے ان کی اہمیت کا اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ جب جماعت سے نماز پڑھنے کے اتنے سخت اور تاکیدی احکام ہیں تو خود نفس نماز کی فرضیت اوراس کی ضرورت واہمیت سے کیسے لاپرواہی برتی جاسکتی ہے۔

نماز آسمانوں میں

مزید غور کیا جاسکتا ہے کہ جتنے احکام الٰہیہ ہیں وہ سب حضور ﷺ پر زمین ہی پر نازل کئے گئے مگر نماز ایک ایسا فرض ہے جسے خدا نے خاص اپنی حضوری میں بلاکر، عرش معلیٰ کی بلندیوں پر پہنچا کر اپنے قرب خاص میں فرض فرمایا یہی کیا کم ہے کہ ایک عاجز بندہ اپنے حقیقی آقا کے حضور غلامانہ حیثیت سے ہاتھ باندھے اپنی عاجزی کا اظہار کررہا ہے اوراس کی عظمتوں کا اعتراف کررہا ہے اور بزبان قال وحال بھیک مانگ رہا ہے اور وہ رحیم پروردگار اس کی احتیاجات کی تکمیل کئے جارہا ہے۔

چند خاص ذوقی باتیں

عوام الناس کے ذہنوں میں بٹھانے اوراس کی ضرورت کو دلنشین کرنے کیلئے یوں کہا جاسکتا ہے کہ اللہ نے انسان کو پانچ حواس عنایت فرمائے ہیں: (۱) قوت باصرہ (۲) قوت سامعہ (۳) قوت شامہ (۴) قوت ذائقہ (۵) قوت لامسہ۔ یعنی دیکھنے، سُننے، سونگھنے، چکھنے اور چھونے کی جو قوتیں اللہ نے عطاء فرمائی ہیں صرف ان پانچ نعمتوں ہی پر آدمی غور کرے اوران کے عطاء کرنے والے کا شکریہ ادا کرے کہ اس کیلئے پانچ نمازوں کو فرض گردانا گیا ہے۔

مزید یوں بھی عوام کو تفہیم کرائی جاسکتی ہے کہ انسان کو اللہ نے پانچ قوتیں دی ہیں۔(۱) ماکولات (۲) ملبوسات (۳) مسکونات (۴) اہل وعیال (۵) سامان سفر،

گویا ان نعمتوں سے ہر ایک کے شکریہ میں آدمی پر ایک نماز فرض کی گئی ہے۔

ایک تعبیر یوں بھی ہوسکتی ہے کہ انسان کو اللہ نے کھڑے ہونے، بیٹھنے، لیٹنے، سونے، جاگنے کی نعمتیں عطاء فرمائی ہیں اور ان کے شکریہ کے لئے پانچ فرض نمازوں کو رکھدیا گیا ہے۔ یوں تو ہم خدا کی نعمتوں کا شمار ہی نہیں کرسکتے مگر خدا نے اگر اپنی بے پایاں نعمتوں کے بدلے پانچ نمازوں کو فرض قرار دے تو ہر ایک بندے پر لازم ہے کہ اس کے احکام بسر وچشم قبول کرے۔ دنیا میں آخرت میں نماز قائم کرنے میں بے انتہا کامیابیوں کی بشارت دی گئی ہے۔

نماز میں کامیابی

موذن کی اذان میں **حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ** کے ذریعہ نماز کی طرف بلاوا پھر اس کے بعد **حَیَّ عَلَی الْفَلَاح** کے ذریعہ کامیابی کی دعوت اس امر پر واضح نشاندہی کرتی ہے خود قرآن مجید میں نماز قائم کرنے پر کامیابی کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔ **قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلٰوتِھِمْ خَاشِعُوْنَ**۔ یعنی کامیاب ہیں وہ ایماندار جو اپنی نمازیں خشوع سے ادا کرتے ہیں اس کے بعد والی آیات میں مزید امور واعمال کی وضاحت آئی ہے لیکن اس ابتدائی آیت سے معلوم ہوا کہ کامیابی کے لئے سب سے پہلے ایمان اور نماز کی قید لگائی ہے اور پھر نماز بھی وہ جو خشوع وخضوع والی ہو کیونکہ بغیر دھیان اور توجہ الی اللہ کے نماز کامیابی کی ضامن نہیں۔ یہ بھی روایات میں آتا ہے کہ مسلمان نماز کا جس قدر حصہ سمجھ کر ادا کرتا ہے اتنا اجر وثواب زیادہ حاصل کرتا ہے۔

نماز کا سب سے اہم فائدہ

سورہ عنکبوت کے پانچویں رکوع میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **اِنَّ الصَّلٰوۃَ**

تَنۡهٰی عَنِ الۡفَحۡشَاءِ وَالۡمُنۡکَرِ ۔یعنی بے شک نماز بے حیائی کی باتوں اور برے کاموں سے روکتی ہے۔

اشکال

سوال: جب نماز کی یہ تاثیر قطعی یقینی ہے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ نماز فواحش ومنکرات سے روکتی ہے تو پھر ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے لوگ نمازی ہوتے ہیں مگر بہت سی برائیوں میں بھی مبتلا رہتے ہیں ایسا کیوں؟

جواب:۔نماز میں جن باتوں کا خیال رکھنا ہے مثلاً خدا کے حضور میں حاضری کا تصور، ایک مملوک کا اپنے آقائے حقیقی کے سامنے باادب پیش ہونا، اپنے بندے ہونے کا احساس اور نمازوں سے متعلق وہ تمام ہدایات جو قرآن، حدیث اور فقہ میں مذکور ہیں۔ان تمام کا پاس ولحاظ رکھا گیا تو آج بھی نماز میں وہی تاثیر ہے جو قرآن میں مذکور ہے اور اگر ان مذکورہ حقائق سے نماز خالی ہوتو اگرچہ فریضہ ساقط ہوجاتا ہے اور نماز ادا ہوجاتی ہے مگر وہ باتیں پیدا نہیں ہوتیں جو مطلوب ہیں۔نماز کی فرضیت واہمیت اسلئے بھی ہے کہ اسکی ادائیگی پورے ارکان اسلام کی ادائیگی کے مشابہ ہے کیونکہ اس میں ایسی جامعیت ہے کہ اس میں ایمان، عبادت، روزہ، زکوۃ، حج، جہاد، قربانی وغیرہ ساری عبادات کا لب لباب رہتا ہے اِن اُمور کی یہاں قدرے تفصیل کی جائیگی۔

نمازی ایماندار ہوتا ہے

نماز پڑھنے والا دراصل اپنے اندر کسی نہ کسی درجہ میں ایمانی جذبہ رکھتا ہے اس لئے کہ جو خدا کی ذات وصفات کونہیں جانتا اور اس پر ایمان نہیں لاتا بھلا وہ اس کی بندگی کیوں کرے گا؟ درحقیقت اپنے کو انتہائی ذلیل کرکے اپنے مالک کے حضور عبدیت بجالانا اس کے اقرار وایمان کی نشانی ہے۔

نمازی روزہ دار ہوتا ہے

روزہ دار جس طرح کھانے پینے اور شرائط روزہ کی تکمیل کرتا ہے اسی طرح نمازی بھی بحالت نماز گویا روزہ دار ہی رہتا ہے۔ دیکھئے جب نماز شروع ہوتی ہے تو کھانا پینا منع، بات چیت سلام و کلام منقطع، بیوی بچوں سے دور، کاروبار و معاملات دنیا سے دور مکمل انقطاع، سلام پھیرنے تک احکام الٰہی کی اطاعت و تعمیل کے سوا سارے امور بند۔ گویا روزہ کی حالت سے بھی زیادہ عروج شان ہے۔ ماشاءاللہ کیا قیمتی روزہ ہے اور کیسا قیمتی روزہ دار۔

نمازی صدقات اور مالی قربانی دینے والا ہوتا ہے

خدا کے حضور حاضر ہونے کیلئے تاجر کا تجارت چھوڑ کر مسجد کو آنا اور زارع کا زراعت چھوڑنا، ملازم کا کارِ ملازمت سے نکل کر نماز کیلئے چلنا، اور کاروباری شخص کا ہر کام کو چھوڑ کر عبادت الٰہی کی طرف متوجہ ہونا اور حکم عبادت اور حکم صلوٰۃ پورا ہونے تک کسب معاش کے ہر کام کو روک دینا یہ دراصل مثل صدقہ ہے اور مالی قربانی دینے کی طرح ہے اور مالی عبادت میں حصہ لینے کے برابر ہے۔

نمازی حاجی ہوتا ہے

حج میں جس طرح ایک حاجی خدا کے حکم پر خدا کے گھر پہنچ کر خدا کے احکام اور مناسک حج کی تکمیل و تعمیل کرتا ہے اسی طرح نمازی بھی خدا کے گھر یعنی مسجد پہنچ کر احکام الٰہیہ کی تعمیل کو فرض سمجھتا اور ادا کرتا ہے گویا ارکان اسلام اور عبادات کی ایک جامع شکل ہے اسلئے اس کی اہمیت پر جتنی زیادہ روشنی ڈالی جائے کم ہے۔

جامعیت نماز

جامعیت کی اس تفصیل کے بعد اس کی ایک اور ذوقی حقیقت بیان کی

جارہی ہے اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں چار طرح کی مخلوق بہت عام اور مشاہد ہے۔
(۱) حیوانات (۲) نباتات (۳) جمادات (۴) حشرات الارض سانپ، بچھو وغیرہ

نباتات کی حالت گویا قیام کی حالت ہے۔ حیوانات کی حالت گویا رکوع کی سی ہے، جمادات کی حالت قعدے کی سی ہے اور حشرات الارض بحالت سجدہ محسوس کئے جاسکتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کی ایک خصوصی حالت ہے مگر انسانوں اور خاص کر مسلمانوں کو خدا کی عبادت کے اہم فرض یعنی نماز کی ادائیگی میں ان سب حالتوں کو جمع کر دیا گیا ہے یعنی قیام بھی ضروری، رکوع بھی فرض، سجود بھی فرض اور قعدہ بھی ارکان میں داخل کر دیا گیا۔

اس جامعیت کی ایک اور حقیقت کی طرف بھی محققین نے اشارہ کیا ہے کہ عالم علوی اور سمائی میں خدا کی نورانی مخلوق فرشتے مختلف احوال میں ہیں۔ کوئی قیام میں ہے، کوئی رکوع میں، کوئی قعدہ میں ہے، کوئی سجدے میں، کوئی تسبیح میں ہے، کوئی تحمید میں، کوئی تمجید میں ہے اور کوئی تہلیل و تکبیر میں کوئی اور احکام الٰہی کی تعمیل میں ہے۔ تو اس جامع جمیع مخلوقات یعنی انسان کو بھی خدا نے ایک جامع عبادت عطاء فرمائی اس میں سارے اذکار و احکام کو جمع کر دیا گیا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو معراج المومنین قرار دیا، نور المومنین قرار دیا، جنت کی کنجی فرمایا۔ اللہ رب العزت اپنے خصوصی فضل و کرم سے ہم تمام مسلمانوں کو اس اہم فریضہ کو باجماعت اس کے تمام ظاہری و باطنی آداب کی رعایتوں کے ساتھ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ نماز کے عنوان سے حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کی عرفانی نظم ملاحظہ کیجئے۔

حقیقت نماز

دین فطرت کی علامت ہے نماز
سارے عالم کی عبادت ہے نماز

مومن کامل کی یہ معراج ہے
موجب قرب و ولایت ہے نماز

جان صدیقوں کی شان انبیاء
حامل فقر و امانت ہے نماز

یہ ثبوت عشق ہے عرفان ہے
مرد کامل کی شہادت ہے نماز

دور کرتی ہے یہ فحش و منکرات
قاطع ظلم و جہالت ہے نماز

اس سے ہوجاتے ہیں روشن جان ودل
ایسی نورانی عبادت ہے نماز

آپ ہیں گویا ولی حضرت غلامؔ
آپ کی گویا کرامت ہے نماز

حضرتؒ نے نماز کو حقیقی نماز بنانے کا شعور دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

ایمان کے بعد اعمال میں نماز کو سنوارنے کی ضرورت ہے کوشش کرو کہ ہماری نماز حقیقی نماز ہو جائے۔ جائے نماز پر جاتے ہی پہلے دل میں یہ علم قائم کرلیا جائے کہ حق تعالیٰ موجود ہیں، حاضر وناظر ہیں، ساتھ ہیں۔ مجھے اپنے دربار میں بلالئے ہیں۔ اللہ اکبر کہہ کر میں ان کے دربار میں کھڑا ہو جاتا ہوں مولیٰ تعالیٰ سامنے ہیں نہ اِدھر دیکھ سکتا نہ اُدھر دیکھ سکتا۔ دربار کے جو آداب ہیں اس کے خلاف اگر کروں گا تو مولیٰ ناراض ہو جائیں گے مجھے دربار سے نکال دیں گے مجھے کم از کم توبہ کرنا پڑے گا۔ دربار کے کچھ بڑے آداب ہیں اور کچھ چھوٹے آداب ہیں۔ بڑے آداب کو فرائض اور ان سے چھوٹے آداب کو واجبات کہا جاتا ہے ان سے چھوٹے آداب کو سنن اور مستحبات کہا جاتا ہے۔ بڑے آداب ترک ہو جائیں تو دربار سے باہر جا کر پھر داخل ہونا پڑتا ہے یعنی نماز ٹوٹ جاتی ہے پھر شروع کرنا پڑتا ہے اور اگر چھوٹے آداب چھوٹ جائیں تو توبہ کرنا پڑتا

ہے یعنی سجدہ سہو کرنا پڑتا ہے۔ یہ تو سرکاری آداب ہیں۔ ہم اپنی طرف سے جتنا بھی ادب و لحاظ کریں گے اتنا ہی ہمارا درجہ مولیٰ تعالیٰ کے پاس بلند ہوگا، حق تعالیٰ خوش ہوں گے، اپنے قریب بٹھالیں گے تو مولیٰ کے دربار میں حاضر ہوتے ہی ان کی تعریف اور خوبیاں بیان کرنا شروع کردیں اور ان کی ہی بنائی ہوئی درخواست بہت عاجزی کے ساتھ پیش کریں۔ پھر درخواست پر ان کی طرف سے جو کچھ لکھا جاتا ہے اس کو خوب سنیں پھر گویا ان کے پیٹ میں منہ دیں یعنی رکوع کریں اور عرض کریں کہ اے میرے پالنے والے اور پرورش کرنے والے آپ بڑے پاک ہیں۔ پھر ان کا جواب سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ سنیں پھر عرض کریں اے ہمارے پروردگار آپ ہی قابل تعریف ہیں پھر گویا ان کے قدموں میں گر جائیں اور عرض کریں اے میرے پالنے والے آپ ہی سب سے بڑے اور پاک ہیں۔

اس طرح کل رکعتیں پوری کریں پھر التحیات پڑھیں پھر مولیٰ تعالیٰ کے سب سے بڑے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو مولیٰ ہی کے سامنے سلام عرض کریں پھر تمام صالحین پر سلام عرض کریں پھر ان کیلئے خاص دعائیں مانگیں یعنی درود شریف پڑھیں پھر اپنے لئے دعا مانگ کر واپس دربار کے دربانوں اور ساتھ کھڑے ہوئے لوگوں کو سلام کریں پھر مولیٰ کا شکر ادا کریں کہ انھوں نے دربار میں بلالیا، سامنے جھکنے کی اجازت دی، قدموں پر سر رکھنے دیا، دربار میں آنے کی اجازت دی، قربان ان کے رحم و کرم پر وہ کیا کیا نوازشات فرماتے ہیں۔ دربار سے نکل کر بھی ہماری نظر ان ہی پر رہے یہ نہ سمجھا جائے کہ وہ دور ہو گئے ہیں کیونکہ وہ ہمیشہ ہم سے نزدیک اور ہمارے ساتھ رہتے ہیں۔ بس ہمارا کمال یہ ہے کہ ان کے ساتھ رہیں اور اللہ کے بندوں کو اللہ سے ملانے کی کوشش کرتے رہیں۔

وَانْحَرْ :نحر سے یہ لفظ بنا ہے اونٹ کی قربانی کو نحر کہا جاتا ہے جس کا مسنون طریقہ اس کا پاؤں باندھ کر حلقوم میں چھرا مار کر خون بہا دینا ہے اور گائے، بکری اور اس طرح کے دیگر جانوروں کی قربانی اور ان کے ذبح کرنے کا طریقہ جانور کو لٹا کر حلقوم پر چھری پھیرنا۔ عرب میں چونکہ عموماً قربانی اونٹ کی ہوتی تھی اس لئے قربانی کرنے کے لئے یہاں لفظ "وَانْحَرْ" استعمال کیا گیا ہے۔ بعض اوقات لفظ "نحر" مطلقاً "قربانی" کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

اس سورت کی پہلی آیت میں کفار کے زعم باطل کے خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوثر یعنی دنیا و آخرت کا خیر اور وہ بھی کثیر مقدار میں عطاء فرمانے کی خوشخبری سنانے کے بعد اس کے شکر کے طور پر آپ کو دو چیزوں کی ہدایت کی گئی ہے۔ (۱) نماز (۲) قربانی۔ نماز جسمانی اور بدنی عبادتوں میں سب سے بڑی عبادت ہے اور قربانی مالی عبادتوں میں اس بناء پر خاص امتیاز رکھتی ہے کہ اللہ کے نام پر قربانی کرنا بُت پرستی اور غیر اللہ کے نام پر قربانی کے خلاف ایک جہاد بھی ہے اور مالی قربانی دینے کے علاوہ مشرکین اور مشرکانہ رسوم کی عملی مخالفت بھی ہے کیونکہ مشرکین بتوں کے نام کی قربانی کیا کرتے تھے۔ الغرض اللہ کے نام پر قربانیاں دیجئے کیونکہ ؎ قرب قربانی سے ہوتا ہے نصیب

حق اور باطل کا ٹکراؤ کیوں؟

اللہ تعالیٰ نے جس طرح نور کے مقابلے میں ظلمت اور بلندی کے مقابلے میں پستی کو پیدا فرمایا، اسی طرح خیر کے مقابلے میں شر اور ہدایت کے مقابلے میں ضلالت کو رکھا۔ ملائکہ اور فرشتوں کے مقابلے میں شیاطین کو رکھا تاکہ حق و باطل کا مقابلہ رہے اور لوگ اپنے ارادے اور اختیار سے کسی ایک جانب کو قبول کریں۔ یہ دونوں پہلو نہ ہوتے اور اختیار نہ ہوتا تو لوگ حق قبول کرنے پر مجبور

تھے اور یہ خلاف حکمت ہے۔ شریعت کا یہ منشاء نہیں کہ لوگ جبراً قہراً اسلام لائیں۔ وَلَوْ شَآءَ رَبُّکَ لَاٰمَنَ مَنْ فِی الْاَرْضِ کُلُّھُمْ جَمِیْعًا (یونس) یعنی اگر تیرا رب چاہتا تو تمام زمین والے ایمان لے آتے۔ مگر شریعت کا منشاء یہ ہے کہ آدمی اپنے اختیار سے حق یا ناحق قبول کرے (مگر حق قبول کرنے پر اللہ راضی ہوتے ہیں اور باطل قبول کرنے پر ناراض ہوتے ہیں) اس لئے اللہ نے اہل حق کے ساتھ اہل باطل کو بھی پیدا فرمایا جیسا کہ خود قرآن میں ہے: کَذٰلِکَ جَعَلْنَا لِکُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا شَیٰطِیْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ۔ اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لئے دشمن پیدا کئے ہیں کچھ انسانی شیاطین کچھ جناتی شیاطین۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان بھی شیطانی حرکتیں کرتے رہتے ہیں ان سے بچنے کی ہر ممکن تدبیر کرنا لازمی ہے۔

چنانچہ عربی کا یہ مقولہ بھی بہت مشہور ہے تُعْرَفُ الْاَشْیَاءُ بِاَضْدَادِھَا۔ یعنی چیزیں اپنے اضداد سے پہچانی جاتی ہیں جس طرح کالے کے مقابلے پر گورا، چھوٹے کے مقابلے پر بڑا، اندھیرے کے مقابلے پر اُجالا، رات کے مقابلے پر دن ہوتا ہے اسی طرح اہل حق کے مقابلہ پر اہل باطل ہمیشہ لگے رہتے ہیں۔ حقانی علماء و اولیاء کا تمسخر اڑایا گیا، بُرا بھلا کہا گیا، گالیاں دی گئیں، اذیتیں پہنچائی گئیں، حق کو مٹانے اور دبانے کی کوشش کی گئی۔

ستیزہ کار رہی ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے ہوائے بولہبی
ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

ہم اس موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے لائے ہوئے

پیغام کے ساتھ قسم قسم کی دشمنی کرنے والوں کا قدرے تذکرہ تاریخ وسیرت کی کتابوں سے پیش کر رہے ہیں تا کہ رسولؐ اور صحابہؓ اور اسلام اور اہل اسلام کی مخالفت کا انجام لوگوں پر واضح ہو جائے۔ (اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ)

اَبُو جَھَلُ: اصل نام ابوالحکم تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ابو جہل فرمایا اسی لقب سے مشہور ہو گیا۔ ابو جہل کہتا تھا میرا نام عزیز، کریم یعنی عزت والا اور سردار ہے تو اس موقعہ پر یہ آیات اتریں۔

اِنَّ شَجَرَۃِ الزَّقُّوْمُ، طَعَامُ الْاَثِیْمِ، کَالْمُھْلِ یَغْلِیْ فِی الْبُطُوْنِ کَغَلْیِ الْحَمِیْمِ خُذُوْہُ فَاعْتِلُوْہُ اِلٰی سَوَاءِ الْجَحِیْمِ. ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَأْسِہٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِیْمِ ذُقْ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزِ الْکَرِیْمِ. اِنَّ ھٰذَا مَا کُنْتُمْ بِہٖ تَمْتَرُوْنَ.

بلاشبہ زقوم کا درخت بڑے مجرم کا کھانا ہو گا کہ پانی کی طرح پیٹ میں کھولیگا اور فرشتوں کو حکم ہو گا کہ اس کو پکڑو پھر گھسیٹتے ہوئے ٹھیک جہنم کے بیچ لے جا کر اس کو ڈالدو پھر اس کے سر پر گرم پانی چھوڑ دو اور اس سے کہو چکھ اس عذاب کو تو بڑا معزز و مکرم ہے بلاشبہ یہ وہ چیز ہے جس کے بارے میں تجھے شک تھا۔

بوجہل نے آقاؐ کو اپنی ہی طرح جانا
اندھے کو نہیں سوجھا پربت ہے کہ رائی ہے

ابولھب اس کا نام عبدالعزی بن عبدالمطلب تھا۔ ابولہب کے لقب سے موسوم تھا۔ حضورؐ کا حقیقی چچا تھا۔ حضورؐ نے قریش کو جمع کر کے اللہ کا پیغام پہنچایا تو سب سے پہلے ابولھب نے جھٹلایا اور کہا کہ تبًّا لَکَ اَلِھٰذَا جَمَعْتَنَا۔ یعنی ہلاکت ہو تجھے، کیا ہمیں اسی لئے جمع کیا۔

اس موقعہ پر سورۃ اللّھب نازل ہوئی۔ تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَھَبٍ وَّتَبَّ۔ یعنی ٹوٹ گئے دونوں ہاتھ ابولہب کے اور وہ ہلاک ہوگیا۔ چونکہ وہ بہت مالدار تھا جب اسے اللہ کے عذاب سے ڈرایا جاتا تو کہتا کہ بھتیجے کی بات حق ہے تو میں قیامت کے دن مال واولاد کا فدیہ دے کر عذاب سے چھوٹ جاؤں گا اس لئے کہا گیا۔ مَا اَغْنٰی عَنْہُ مَالُہٗ وَمَا کَسَبَ یعنی اس کا مال اور اس کی کمائی اس کے کچھ کام نہ آئی۔ جب یہ سورت اتری تو ابولھب کی بیوی ہاتھ میں پتھر لے کر دوڑی تاکہ (نعوذ باللہ) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچائے مگر خدا کی کرنی کہ اسے ابوبکر رضی اللہ عنہ نظر آئے مگر سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نظر نہ آئے حالانکہ موجود تھے۔ اس نے ابوبکرؓ سے کہا وہ کہاں ہیں؟ میری مذمت اور ہجو کرتے ہیں خدا کی قسم میں بڑی شاعرہ ہوں میں انھیں پاتی تو پتھر سے مارتی اور کہا مذمما عصینا وامرہ ابینا ودینہ قلینا ۔ یعنی کہ ہم نے نافرمانی کی۔ ان کا حکم ماننے سے انکار کیا اور ان کے دین کو مبغوض رکھا (نعوذ باللہ)

ایک روایت اس طرح ملتی ہے کہ ام جمیل جب تکلیف پہنچانے کے خیال سے آئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یارسول اللہ ﷺ! ہم جمیل سامنے سے آرہی ہے مجھے آپ کا اندیشہ ہے۔ حضورؐ نے فرمایا: انھالن ترانی یعنی وہ مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکے گی۔ اس نے دیکھا مگر آپ بالکل نظر نہ آئے۔ بعد میں حضور ﷺ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں پوچھا تو ارشاد فرمایا ایک فرشتہ مجھے چھپائے رہا۔

صحیحین میں اس طرح ہے کہ جب رسول اکرم ﷺ پر وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ نازل ہوئی تو آپ نے صفا پہاڑی پر چڑھ کر اپنے قبیلہ قریش کو آواز دی۔ سب قریش جمع ہوگئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ اگر میں تمہیں یہ خبر دوں کہ دشمن تم پر چڑھ آیا ہے صبح شام میں تم پر ٹوٹ پڑنے والا ہے تو کیا آپ لوگ میری تصدیق کرو گے؟ سب نے ایک زبان ہو کر کہا ہاں ضرور تصدیق کریں گے پھر آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں ڈراتا ہوں ایک عذاب شدید سے جو کفر و شرک پر اللہ کی طرف سے مقرر ہے۔ یہ سن کر ابولہب نے کہا! ہلاکت ہو تیرے لئے (نعوذ باللہ) اس پر یہ سورۃ نازل ہوئی۔

جس وقت ابولہب نے آپ کی شان میں تبا کہا تو مسلمانوں کے دل کی خواہش تھی کہ وہ اس کے لئے بددعا کریں۔ حق تعالیٰ نے ان کے دل کی بات خود فرما دی اور ساتھ ہی یہ خبر بھی دیدی کہ یہ بددعا اس کو لگ بھی گئی اور وہ ہلاک ہو گیا۔

اس کا اثر یہ ہوا کہ واقعہ بدر کے سات روز بعد اس کے طاعون کی گلٹی نکلی جس کو عرب ''عدسہ'' کہتے ہیں۔ یہ بیماری دوسروں کو لگ جانے کے خوف سے سب گھر والوں نے اس کو الگ ڈال دیا یہاں تک کہ اسی بے کسی کی حالت میں مر گیا اور تین روز تک اس کی نعش یونہی پڑی رہی اور جب سڑنے لگا تو مزدوروں سے اٹھوا کر دبوا دیا۔ انھوں نے ایک گڑھا کھود کر ایک لکڑی سے اس کی نعش کو گڑھے میں ڈال دیا اور اوپر سے پتھر بھر دیئے۔

حضرت عائشہؓ، مجاہدؒ، عطاء، ابن سیرینؒ نے اس جگہ ''ماکسب'' کی تفسیر اولاد سے کی ہے۔ ابولہب کو اللہ نے مال بھی بہت دیا تھا اور اولاد بھی۔ یہی دونوں چیزیں ناشکری کی وجہ سے فخر و غرور اور وبال کا سبب بنیں۔

یہ اس کا دنیوی حال ہوا پھر اس کا اُخروی حال بھی ذکر کیا گیا۔ اس کی کیفیت ابولہب مشہور تھی قرآن نے اس کا اصلی نام اس لئے چھوڑا کہ وہ نام بھی مشرکانہ تھا۔ سرخ رنگ اور شعلہ کی طرح ہونے کی وجہ سے ابولہب نام پڑا۔ آخرت میں وہ شعلہ والی آگ میں داخل ہو گا۔

عتبہ کا انجام

ابولہب کے دو بیٹے تھے ایک کا نام عتبہ تھا اور دوسرے کا نام عتیبہ۔ آپ کی دو صاحبزادیاں حضرت رقیہؓ اور حضرت اُم کلثومؓ ابتداء ان دونوں کے نکاح میں تھیں۔ (اس وقت اختلاف دین سے نکاح درست تھا) ابولہب نے بیٹوں سے کہا کہ اگر تم ان کی بیٹیوں کو طلاق نہ دو گے تو تم سے تعلق نہ رکھوں گا ان دونوں نے اس کے کہنے پر عمل کیا اور عتبہ نے تو ایسی بے حیائی کی کہ آپ کے سامنے جا کر یہ کلمات کہہ دیئے۔ اس گستاخی پر آپ نے بددعا کی **اَللّٰهُمَّ سَلِّطْ عَلَيْهِ كَلْبًا مِّنْ كِلَابِكَ** ۔ یعنی اے اللہ اپنے کتوں میں سے ایک کتا اس پر مسلط کردے۔ ایک بار تجارت کے لئے شام جاتا تھا رستہ میں ایک منزل پر جہاں شہر لگتا تھا ٹھہرنا ہوا، ابولہب نے بیٹے کی حفاظت کے واسطے تمام اسباب کا ایک ٹیلہ بنا کر عتبہ کو اس پر بٹھلایا، اور سب کو اس کے گرداگرد سلایا۔ رات کو شیر آیا اور عتبہ کو چیر پھاڑ کر مار کے چلا گیا۔ مگر یہ شقاوت تھی کہ اس پر بھی ایمان نہیں لاتے تھے۔

رسول ﷺ کے اہل وعیال سے ازواج مطہرات اور اولاد سے اور رسولؐ کے آثار وافعال سے اور رسول ﷺ کی صفات وذات سے دشمنی کرنے کا یہی انجام ہوتا ہے۔ اے اللہ رسول کے ساتھ بے ادبی سے، گستاخی سے اور ان کی نافرمانی سے ہماری حفاظت فرما۔

ایک اور کافر مغرور ولید پلید کا انجام بد (ولید بن مغیرہ)

یہ دشمن کہتا تھا کہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ محمد ﷺ پر تو وحی نازل ہو میں اور ابومسعود ثقفی چھوڑ دیئے جائیں۔ ہم دونوں اپنے اپنے شہر کے معززین میں سے ہیں میں قریش کا سردار ہوں اور ابومسعود قبیلہ ثقیف کا سردار ہے۔ اس پر سورۂ زخرف کی یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

وَقَالُوْا لَوْ اُنْزِلَ هٰذَا الْقُرْآنَ عَلٰى رَجُلٍ مِنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّکَ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيْشَتَهُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سَخْرِيًّا وَرَحْمَةُ رَبِّکَ خَيْرًا مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۔(زخرف)

یعنی یہ کافر یہ کہتے ہیں کہ یہ قرآن مکہ اور طائف میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نازل نہیں کیا گیا؟ کیا یہ لوگ رحمت نبوت کو اپنے منشاء کے مطابق تقسیم کرنا چاہتے ہیں؟ ہم نے تو ان کی دنیوی معیشت کو بھی اپنے ہی منشاء سے تقسیم کیا ہے اور اپنے ہی منشاء سے ایک کو دوسرے پر رفعت دی ہے تا کہ ایک دوسرے کو اپنا مسخر اور تابع بنا دے اور اخروی نعمت تو دنیوی نعمت سے بدرجہا بہتر ہے۔ پس جب دنیوی معیشت کی تقسیم ان کی رائے پر نہیں تو اخروی نعمت کی تقسیم ان کی رائے پر کیسی ہو سکتی ہے؟

غرض اس دشمن خدا اور دشمن رسول ولید کا یہ حال ہوا کہ وہ ایک مرتبہ قبیلہ خزاعہ کے ایک شخص کے پاس سے گذرا جو تیر بنا رہا تھا اس کے کسی تیر پر ولید کا پاؤں پڑ گیا جس سے زخم آیا اور وہ زخم ناسور بن گیا اور اسی میں مر گیا۔

امیہ کی شرارت اور اس کی ہلاکت

امیہ بن خلف

یہ دشمن رسول بھی علی الاعلان گالیاں دیتا تھا جب آپ کے پاس سے گذرتا تو آنکھیں مٹکاتا تھا اسی وقت سورہ ھمزہ نازل ہوئی۔ وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۣالَّذِىْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ. يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗ اَخْلَدَهٗ. كَلَّا لَيُنْبَذَنَّ فِى الْحُطَمَةِ. وَمَا اَدْرَاکَ مَاالْحُطَمَةِ. نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ اللَّتِىْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْئِدَةَ. اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ فِىْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ.

بڑی خرابی ہے ہر ایسے شخص کے لئے جو پس پشت عیب نکالے۔ رو در رو طعن کرے۔ مال کو جمع کرتا ہو۔ بار بار اس کا شمار کرتا ہو۔ کیا اس کا یہ گمان ہے کہ اس کا مال ہمیشہ اس کے ساتھ رہے گا۔ ہرگز نہیں البتہ ضرور حطمہ میں ڈال دیا جائے گا اور تجھے معلوم ہے کہ حطمہ کیا چیز ہے۔ اللہ کی دہکتی ہوئی آگ ہے جو دلوں پر چڑھ جائے گی۔ تحقیق وہ آگ ان پر بند کر دی جائے گی اور وہ آگ کے لمبے لمبے ستونوں میں بند کر دیئے جائیں گے۔ امیہ بن خلف جنگ بدر میں حضرت خبیب رضی اللہ یا حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے مارا گیا۔

ابی اور حارث کا مسخرہ پن اور ان کا بُرا حشر

ابی بن خلف: یہ اُمیہ کا بھائی تھا اور حضور ﷺ کا سخت دشمن تھا۔ ایک دن ایک بوسیدہ ہڈی لے کر آپ کے پاس آیا اور اس کو ہاتھ سے مل کر اس کی خاک کو ہوا میں اڑا کر کہنے لگا کہ کیا خدا اس کو پھر دوبارہ زندہ کرے گا۔ آپ نے فرمایا ہاں! اس کو اور تیری ہڈیوں کو ایسا ہی ہو جانے کے بعد خدا پھر زندہ کرے گا اور تجھ کو آگ میں ڈالے گا۔ اس پر سورۃ یٰسین کی یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهُ قَالَ مَنْ يُّحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْم سے آخر سورۃ تک نازل ہوئیں۔ اور ہمارے لئے ایک مثال پیش کرتا ہے اور اپنی پیدائش کو بھول گیا اور کہنے لگا کہ ان پرانی ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا آپ کہئے کہ جس نے ان کو پہلی بار پیدا کیا وہی ان کو دوبارہ زندہ کرے گا اور وہ ہر مخلوق کو جاننے والا ہے۔ جس خدا نے سبز درخت سے آگ پیدا کی پھر اس درخت سے آگ سلگاتے ہو۔ کیا جس خدا نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ ان جیسے لوگوں کو دوبارہ پیدا کر سکے۔ کیوں نہیں؟ وہ تو خلاق و علیم ہے اس کی شان تو یہ ہے کہ جس چیز کو پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے اس کو کہتا ہے ہو جا پس

وہ ہو جاتی ہے۔ پس پاک ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہی ہے اور تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ ابی بن خلف جنگ اُحد میں رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ سے مارا گیا اور واصل جہنم ہوا۔

حارث بن قیس: یہ بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑاتا تھا اور کہتا کہ محمدؐ نے اصحاب کو دھوکہ دے رکھا ہے کہ مرنے کے بعد زندہ ہوں گے۔ جب اس کا تمسخر اور مسخرہ پن بڑھ گیا تو اللہ نے آیات نازل فرمائیں اور حضور ﷺ کو تسلّی دی۔

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ. اِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِيْنَ ۔ جس چیز کا آپؐ کو حکم دیا گیا ہے کہ اس کو علی الاعلان بیان کر دیں اگر مشرکین نہ مانیں تو ان سے اعراض فرمائیں۔ جو لوگ آپ کا مذاق اڑاتے ہیں ان کے لئے ہم کافی ہیں۔ حارث کا انجام یہ ہوا کہ اچانک پیٹ میں ایسی بیماری پیدا ہوئی کہ منہ سے پاخانہ نکلنے لگا اور اسی میں مر گیا۔

ایک اور دشمن کی حرکت اور اس کا انجام

نضر بن حارث: یہ سرداران قریش میں سے تھا تجارت کیلئے فارس جاتا وہاں عجمی بادشاہوں کے تاریخی قصے خرید کر لاتا اور قریش کو سناتا اور کہتا کہ محمدؐ تم کو عاد وثمود کے قصے سناتے ہیں۔ میں تم کو اسفندیار اور شاہان فارس کے قصے سناتا ہوں۔ لوگوں کیلئے اس میں کچھ دلچسپی کا سامان تھا اس کو سنتے تھے قرآن نہ سنتے، اور گانے والیوں، لونڈیوں کو خرید کر لوگوں کو سنواتا اور کہتا یہ بہتر ہے یا نماز پڑھو، روزہ رکھو، خدا کے دشمنوں سے جہاد کرو، یہ بہتر ہے؟ اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

بِغَیرِ عِلْمٍ وَیَتَّخِذُھَا ھُزُوًا اُولٰٓئِکَ لَھُمْ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ. وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْہِ اٰیٰتُنَا وَلّٰی مُسْتَکْبِرًا کَاَنْ لَّمْ یَسْمَعْھَا کَاَنَّ فِیْٓ اُذُنَیْہِ وَقْرًا فَبَشِّرْہُ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۔ (لقمان)

بعض لوگ خدا سے غافل کرنے والی باتوں کو خریدتے ہیں تا کہ لوگوں کو خدا کی راہ سے گمراہ کرے اور خدا کی آیتوں کی ہنسی اڑائے۔ ایسے لوگوں کے لئے ذلت کا عذاب ہے اور اس کے سامنے جب ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو از راہ تکبر ان سے اپنا منہ موڑ لیتا ہے جیسا کہ سنا ہی نہیں گویا کہ کانوں میں ڈاٹ ہے اس کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنائیے۔ یہ دشمن بدر میں گرفتار ہوا اور حضرت علیؓ نے اس کی گردن اُڑادی۔

اسود اور عاص بن وائل کا بُرا حشر - اسود بن عبد المطلب

حضور ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھ کر آنکھیں مٹکاتا، تالیاں بجاتا، شور مچاتا، طعنے کستا، بُرا بھلا کہتا اور بیہودگی سے پیش آتا تھا۔ اور خصوصاً یہ بھی کہتا تھا یہی وہ لوگ ہیں جو روئے زمین کے بادشاہ ہوں گے اور قیصر و کسریٰ کے خزانوں پر قبضہ کریں گے۔ ایک مرتبہ ایک کیکر کے درخت کے نیچے جا کر بیٹھا ہی تھا کہ اپنے لڑکوں کو آواز دی مجھ کو بچاؤ، مجھ کو بچاؤ، میری آنکھوں میں کوئی شخص کانٹے چبھا رہا ہے۔ لڑکوں نے کہا ہمیں تو کوئی نظر نہیں آتا۔ وہ اسی طرح کہتے کہتے اندھا ہو گیا۔ اس کا بیٹا بھی جنگ بدر میں قتل کر دیا گیا اور وہ خود بھی جنگ اُحد سے پہلے ہی مر گیا اور ابدی ذلت و عذاب اس پر مسلط ہو گیا۔

عاص بن وائل

یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انتہائی دشمنی کرتا، استہزا اور تمسخر

کرتا، طعنے دیتا تھا۔ ایک مرتبہ کہا محمدؐ تو (نعوذ باللہ) ابتر ہے (حضور ﷺ کا کوئی لڑکا زندہ نہیں رہتا تھا) اس پر سورۃ الکوثر نازل ہوئی کہ بلاشبہ ہم نے آپکو خیر کثیر دیا پس اپنے رب کیلئے نماز قائم کیجئے بلاشبہ آپ کا دشمن ہی بے نام ونشان ہے۔

اس کا یہ حشر ہوا کہ یہ گدھے پر سوار ہوکر طائف جارہا تھا راستے میں گدھے سے گرا پیر میں کسی خاردار جھاڑی کا کانٹا لگا زخم شدید ہوا اور پیر اس قدر پھول گیا جیسے اونٹ کی گردن۔ اور اسی میں ہلاک و برباد ہوگیا اور دونوں جہاں میں رسوائی مقدر ہوگئی۔

دیکھا آپنے! اسلام کی مخالفت اور رسول اکرم ﷺ اور صحابہ اور علماء حقانی اور اولیاء ربانی اور اہل حق کے ساتھ دشمنی کرنے کا کیا حشر اور کیا انجام ہوتا ہے......

آیات کے تقاضے

☆ پہلی آیت کا تقاضہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے انعامات اور احسانات پر غور وفکر کر کے شکر گذار بنیں۔

☆ دوسری آیت کا تقاضہ یہ ہے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ادا کریں۔ حقوق الٰہی کی ادائی کی جامع صورت نماز ہے اور بندوں کے حقوق کی ادائی کی جامع صورت قربانی ہے۔

☆ تیسری آیت کا تقاضہ یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے احکام کی شان میں کوئی بے ادبی اور گستاخی نہ کریں۔

اللہ تعالیٰ دشمنوں سے ہماری حفاظت فرمائیں گے اور دشمنوں کو راستے سے ہٹادیں گے اور مشیت وحکمت ہوگی تو مٹادیں گے۔

☆☆☆ختم شد☆☆☆

ملنے کا پتہ

حضرت مولانا شاہ محمد کمال الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم

Khateeb Masjid-e-Alamgeeri, ITI, Mallepally, Hyderabad.

H.No. 19-4-281/A/39/1, P.O. Falaknuma, Nawab Saab Kunta,
Near Shaheen Colony, Hyderabad-53, A.P. INDIA.

Phone: +91 040 24474680